اَلْفَضْلُ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل

ایڈیٹر غلام نبی

دارالامان قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN.

یوم یک شنبہ

جلد ۲۸ | ۲۹ صفر ۱۳۵۹ ھ | ۷ ماہ شہادت ۱۳۱۹ ش | ۷ اپریل ۱۹۴۰ء | نمبر ۷۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن مجید کی ایک عظیم الشان اور فوق القدرت پیشگوئی

علیم وخبیر خدا کی ہستی کا ناقابلِ انکار ثبوت

از حضرت سید محمد اسحٰق صاحب

انسان کی بے چارگی

آج دُنیا میں انسانی علوم نے ہر شعبہ میں حیرت انگیز ترقی کر لی ہے۔ اور قیامت تک یہ ترقی دن دونی اور رات چوگنی ہوتی جائے گی۔ اور یہ ترقی جہاں انسان کے اشرف المخلوقات ہونے پر دلالت کرتی ہے وہاں اس کی بندگی اور بے چارگی پر بھی زیادہ سے زیادہ روشنی ڈالتی جاتی ہے کیونکہ جہاں انسان سطح زمین پر رہتے رہتے اگر ایک طرف سیگفرِیڈ لائن کے سینکڑوں فٹ نیچے زمین دوز کمروں میں رہائش کرنے لگا ہے۔ اور دوسری طرف ہوا میں اتنی بلندی تک پرواز کرنے لگا ہے۔ کہ انسانی آنکھ یہ بھی معلوم نہیں کر سکتی، کہ کوئی چیل اُڑ رہی ہے، یا یہ ہوائی جہاز ہی فضا کی سیر میں مشغول ہے۔ وہاں اپنی موت وحیات کے معاملہ میں اس ترقی کے زمانہ میں بھی اُسی طرح لاچار ومجبور ہے۔ جیسا کہ اُس وقت تھا۔ جبکہ ابھی اُس کا قالب پوری طرح خشک بھی نہیں ہوا تھا۔ آج دُنیا میں لاکھوں دوائیں ہزاروں طریق علاج اور زندگی کے بے شمار سہارے ایجاد ہو گئے ہیں۔ مگر موت اسی طرح آدم کے بیٹوں کو نگل رہی ہے جس طرح اُن کے باپ کو وُہ ہمیشہ کی نیند سُلا چکی ہے۔ دُنیا میں ایسے ایسے قلعے تیار ہو چکے ہیں۔ کہ جن پر نہ بم اثر کر سکتے ہیں۔ نہ انہیں آگ جلا سکتی ہے نہ سیلاب ان کو بہا کر لے جا سکتا ہے۔ نہ زلزلوں سے وُہ اپنی جگہ سے ہل سکتے ہیں۔ غرض حوادث کے تمام دروازے اُن پر بند ہو چکے ہیں۔ مگر افسوس کہ ملک الموت کی آمد کے لئے سب دروازے کھُلے ہیں اور یہ حالت آج نہیں۔ قیامت تک رہے گی۔ کہ انسان کو سب کچھ مِل جائے گا۔ مگر موت سے بچنے کا نسخہ کبھی اُس کے ہاتھ نہ لگ سکے گا۔ یہ کیوں؟ تاکہ وُہ پُورا ہو۔ جو نبی نے کہا تھا۔ کہ

اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَۃٍ (نساء ع)

لوگو تم جہاں کہیں ہو گے موت تم کو آ پکڑے گی۔ اگرچہ تم بڑے بلند وبالا اور پختہ قلعوں میں کیوں نہ ہو *

اسی طرح ہزاروں علوم ایجاد ہو گئے۔ نئے سے نئے اصُول وضع کئے گئے۔ بے شمار قواعد وضوابط اس کون ومکان میں دریافت کئے گئے۔ علم طبقات الارض والوں نے لاکھوں۔ بلکہ کروڑوں برس پہلے کے حالات کا کھوج لگا لیا۔ مگر آئندہ کے واقعات پر خدا نے ایسا پردہ ڈالا ہُوا ہے۔ کہ کوئی شخص نہیں کہہ سکتا۔ کہ کل کیا ہو گا۔ دُنیا نے حیرت انگیز ترقی کی۔ یاجُوج وماجوج ساری دُنیا میں گھوم گئے۔ اور تحت الثریٰ سے ثریا تک سب کچھ دریافت کر چکے۔ مگر یہ معلوم نہ کر سکے۔ کہ آئندہ کیا ہو گا۔ کیوں؟ تاکہ یہ الہامی نوشتہ پُورا ہو۔ کہ

بَلِ ادّٰرَکَ عِلْمُھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ بَلْ ھُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْھَا بَلْ ھُمْ مِّنْھَا عَمُوْنَ

یعنی آئندگی گھڑی کی خبر کبھی انسان کو نہیں اور وُہ اس سے شک میں ہی نہیں۔ بلکہ وُہ تو آئندہ کے متعلق بالکل اندھا ہے۔ (نمل ع)

پس انسان کیسا بے سامان ہے۔ کہ سب سامان مہیا کر سکتا ہے۔ مگر موت سے بچنے کا کوئی سامان اُس کے ہاتھ میں نہیں۔ اور کیسا بے علم ہے کہ سب کچھ جانتا ہے۔ یہاں تک کہ ڈارون تام علیائی سے پوچھو۔ کہ آج سے کروڑ برس پہلے تم کیا تھے۔ تو وُہ جھٹ کہہ دیتا ہے۔ کہ میں اس وقت بندر تھا۔ لیکن جب یہ پوچھو۔ کہ اگلے دن یا اگلی گھڑی میں کیا ہو گا۔ تو وہ کانوں پر ہاتھ دھر کر کہتا ہے:۔ ”مگر اُس دن اور اُس گھڑی کی بابت سوائے باپ کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا۔ کوئی نہیں جانتا۔“ (مرقس ۱۳/۳۲)

عالم الغیب صرف خدا ہی ہے

اللہ اکبر! یہ ہے انسان کی بے علمی۔ ہاں ہمارا خدا اس دُنیا کا مالک وخالق تمام علوم سے آگاہ تمام غیبوں کا خبیر تمام پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے اور اگر کوئی پوچھے کہ اس امر کا کیا ثبوت ہے۔ کہ اس کون ومکان میں ایک ہستی ضرور ایسی ہے۔ کہ جو ماضی حال اور آئندہ تینوں زمانوں پر حاوی ہے۔

اور جس کے علم میں سے کوئی چیز غائب نہیں۔ اور جس کے مشاہدہ سے کوئی چیز گزری ہوئی نہیں۔ بلکہ سب کچھ ہر وقت حاضر ہے۔ اور اس کے جواب میں الہام الٰہی کہتا ہے۔

عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ (جن ع۲)

خدا اپنے رسولوں پر غیب ظاہر کرتا ہے

یعنی اس کون و مکان میں کوئی شخص آئندہ کی بات نہیں جان سکتا۔ سوائے خدا تعالیٰ کی پاک و مقتدر ہستی کے اور اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے پاک بندوں کو جنہیں اس کا رسول کہا جاتا ہے۔ آئندہ کے ایسے ایسے مخفی واقعات پر آگاہ کرتا رہتا ہے۔ کہ جنہیں کوئی انسانی قیاس دریافت نہیں کر سکتا۔ اور جہاں تک کسی علم کی رسائی نہیں۔ اور جن کی تہ تک کوئی علم نہیں پہونچ سکتا۔ اور پھر وہ خدا کے بندے ان واقعات کو دنیا کے سامنے ایسے وقت پیش کرتے ہیں کہ ساری دنیا ان کے وقوع سے انکار کر دیتی ہے۔ اور ان کا ظہور پذیر ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔ مگر جلد یا بدیر اپنے اپنے وقت پر وہ واقعات اس طرح ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے۔ اور اس نتیجہ تک پہونچ جاتی ہے کہ اگرچہ یہ انسان عالم الغیب نہیں۔ مگر اسکی پشت پر ایک علام الغیوب ضرور موجود ہے۔ خدا تعالیٰ ایسا کیوں کرتا ہے؟ اور اگر ایسا نہ کرے تو کیا مضائقہ ہے؟ اور ایسا کرنے سے اس کا کیا مقصد ہے؟ اس کا جواب خود الہام الٰہی سے ہمیں ملتا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔

کُنْتُ کَنْزًا مَّخْفِیًّا۔

یعنی میں جو خدا ہوں حواس خمسہ سے محسوس ہونے والی ہستی نہیں بلکہ وراء الوراء ہستی ہوں۔ اور ادھر

فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ

یعنی میری فطرت اور طبیعت میں یہ خواہش ہے۔ کہ مجھے لوگ پہچانیں

فَخَلَقْتُ اٰدَمَ

اس لئے میں آدم جیسا شخص دنیا میں پیدا کرتا رہتا ہوں۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگ مجھے پہچانیں۔ پس خدا اپنے نبیوں پر اپنے مصفا غیب کا کلام اس لئے نازل فرماتا ہے۔ تاکہ جب وہ کلام اپنے وقت پر پورا ہو۔ تو یہ اندھی دنیا خدا کو مان لے۔ اور اسے یقین آ جائے کہ خدا واقعہ میں موجود ہے۔ اور خدا انا الموجود کے نعرہ سے انہیں اپنے وجود کا یقین دلاتا ہے۔

شہر مکہ کا ایک یتیم

ذرا مثال کے طور پر غور تو کرو کہ ملک عرب کے شہر مکہ میں جہاں اشد بت پرستی تھی۔ کہ بت پرستوں کے گھروں کا کیا ذکر خود خدا کے گھر میں تین سو ساٹھ بت تھے۔ وہاں عبد اللہ بن عبد المطلب کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ پیدا ہونے سے پہلے اس کا باپ اسے داغ یتیمی دے گیا۔ بچپن میں ماں اسے چھوڑ کر بیری کا تختہ مشق کر گئی۔ غریب ایسا کہ ۲۵ سال کی عمر تک جبکہ وہ نانا بن سکتا تھا۔ اس کا نکاح تک نہ ہو سکا۔ چالیس برس کی عمر میں یہ اعلان کرتا ہے۔ کہ خدا نے مجھے اس لئے بھیجا ہے۔ کہ میں اس ملک سے بت پرستی دور کر دوں۔ یہ اعلان کیا تھا؟ دنیا کی نظر میں بازیچۂ اطفال تھا۔ عقلمندوں نے ہنسی اڑائی۔ دشمنوں نے تحقیر کی۔ دوستوں نے پاگل سمجھا۔ اور علاج کے درپے ہوئے۔ جب یہ شخص باہر نکلتا تو سر پر خاک ڈالی جاتی۔ کسی مجلس میں جاتا تو لوگ بات تک نہ سنتے۔ حج کے دنوں میں اگر باہر سے کوئی قبیلہ آتا۔ تو مکہ کے عقلاء اور فلاسفر اس کے پیچھے پیچھے اس کی ساری تقریر کو ایک نعرہ کہہ کر خاک میں ملا دیتے۔ کہ لوگو اگر یہ سچا ہوتا۔ تو ہم جو اس کے قبیلہ اور شہر کے لوگ ہیں ہم نہ اس پر ایمان لے آتے۔ ہم جو اس کے دعوے کے منکر ہیں آخر کوئی وجہ تو ہے؟ وہ تنگ آ کر مکہ چھوڑ کر طائف میں جاتا ہے۔ مگر وہاں مکہ سے بڑھ کر حالت ہوتی ہے۔ ذرا تصور کرو اس حالت کا کہ مجسم شرافت مجسم وقار ہمہ تن عزت اس بڑی عمر میں وہاں کے اوباشوں اور لچوں کے پتھر مارتے ہوئے گروہ کے آگے آگے میلوں تک بھاگتا ہوا لہولہان بے دم ہو کر ایک باغ میں پہونچتا ہے۔ اور وہاں کا رئیس جب تک تعاقب کرنے والوں کو اپنے رعب سے پیچھے نہیں ہٹاتا تب تک اس کی خلاصی نہیں ہوتی خدا کی قسم اگر اللہ تعالیٰ کی ذات ہماری سمجھ سے بالا نہ ہوتی۔ اور اس کا پیمانۂ صبر ہمارے قیاس سے بڑھ کر نہ ہوتا۔ تو یہی واقعہ ایسا تھا۔ کہ

تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْہُ

قریب ہے کہ اس واقعہ کی وجہ سے آسمان ٹوٹ پڑیں

وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ ھَدًّا۔ (مریم ع ۶)

اور زمین پھٹ جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں۔

مگر ہمارے خدا کو یہی پسند آیا۔ کہ اس کے پاک بندے دنیا کے ہاتھوں گھائل ہوں۔ اور وہ چپ دیکھتا رہے۔ سچ ہے۔

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ (انبیاء ع ۲)

آخر وہ شخص تیرہ برس متواتر دکھ اٹھا کر مکہ سے نکالا جاتا ہے۔ جیسا کہ الہامی نوشت کہتی ہے۔

وَکَاَیِّنْ مِّنْ قَرْیَۃٍ ھِیَ اَشَدُّ مِنْ قَرْیَتِکَ الَّتِیْ اَخْرَجَتْکَ (محمد ع۲)

یعنی مکہ سے تو خود نہیں نکلا۔ بلکہ تجھے اس سے زبردستی نکالا گیا ہے۔

اب ذرا غور کرو کہ کس بے کسی اور بے چارگی سے یہ شخص مکہ سے نکالا جاتا ہے۔ کہ جس کی نظیر تاریخ عالم میں نہیں ملتی۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو بھی نکلنا پڑا۔ مگر وہ اکیلے نہ تھے بلکہ ہزاروں لاکھوں جاں نثار ہمراہ تھے۔ جیسا کہ خدا کا کلام فرماتا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ (بقرہ ع ۳۲)

ابراہیم علیہ السلام بھی وطن سے نکلے مگر

وَاھْجُرْنِیْ مَلِیًّا (مریم ع ۳)

کے مطابق خاندان کے بزرگ نے خود کہا کہ یہاں سے چلا جا ورنہ قتل کر دیا جائیگا۔ پس وہاں سے بھاگ قتل سے بچنے کے مترادف تھا۔ مگر اس شخص کی حالت عجیب ہے۔ کہ گھر میں رہتا ہے تو دشمن چاروں طرف قتل کے لئے گھوم رہا ہے اور اگر باہر نکلتا ہے تو اشتہاری مجرم قرار دیا جا کر اعلان کیا جاتا ہے

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ شہادت۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق نو بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ خدا کے فضل سے حضور کی صحت اچھی ہے الحمد للہ

خاندان حضرت خلیفۃ المسیح اول میں خیر و عافیت ہے۔

سالانہ امتحان کے بعد مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول ۲ ماہ شہادت سے کھل گئے ہیں۔

چودھری ڈاکٹر محمد شاہنواز صاحب میڈیکل آفیسر ٹینگا ڈی (افریقہ) کی جس کوٹھی کی بنیاد محلہ دار الانوار میں حضرت مولوی شیر علی صاحب نے ۹ دسمبر ۳۹ء کو ان اینٹوں سے رکھی تھی جن پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور حضرت ام المومنین مدظلہا العالی نے دعا فرمائی تھی۔ وہ خدا کے فضل سے مکمل ہو گئی ہے۔ جسے میاں عبد الرزاق صاحب نے بہت عمدہ ڈیزائن پر تعمیر کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کی والدہ صاحبہ نے کوٹھی میں رہائش اختیار کر لی ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالےٰ ڈاکٹر صاحب اور ان کے خاندان کے لئے اسے بابرکت بنائے ؛

کہ جو اسے زندہ پکڑے گا۔ اُسے بھی ایک سو اونٹ۔ اور جو اس کا سر لائے گا۔ اسے بھی ایک سو اونٹ ملیں گے۔ اللہ اکبر اسے کہتے ہیں ؎

نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن

فاتح مکہ

اب خدا کا علام الغیوب ہونا دیکھو۔ کہ یہ شخص جاتے وقت مکہ میں ایک اعلان کر کے جاتا ہے۔ کہ

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰی مَعَادٍ (القصص ع۹)

یعنی لوگو اگر خدا ہے۔ اور اگر اس کا کلام کوئی شے ہے۔ اور اگر قرآن اس کی سچی کتاب ہے۔ تو سُن لو۔ کہ اکیلا یہاں سے جاتا ہوں۔ مگر ہزاروں کو ساتھ لاؤں گا۔ بھاگ کر جاتا ہوں۔ اطمینان سے آؤں گا۔ مفتوح ہو کر جا رہا ہوں۔ فاتح ہو کر آؤنگا۔ مغلوب ہو کر جا رہا ہوں۔ غالب ہو کر آؤں گا۔ اور آؤنگا بھی اس طرح کہ پھر مکہ ہمیشہ کے لئے ہمارا ہو گا۔ کیونکہ معاد کے معنے ہیں جہاں انسان بار بار آئے۔ پس مکہ میرے لئے ایسا ہو گا۔ کہ پھر میری حکومت یہاں سے نہ جائے گی۔ اور یا تو قرآن مجید کو اس شہر میں کوئی پوچھتا تک نہیں۔ اور یا

اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ

یعنی آئندہ اس شہر پر صرف اس بزرگ کتاب کی حکومت ہوگی۔ اور اس ملک میں اگر کوئی ضابطہ ہو گا۔ تو یہی پاک و برتر کتاب ہو گی ؛

پھر یہ شخص جب مکہ سے نکلتا ہے۔ تو انعام کے لالچ سے ہزاروں لوگ اپنے اپنے گھروں سے مختلف راستوں پر تعاقب کے لئے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ جن میں سے ایک شخص سُراقہ بن جُعشم بھی ہے۔ یہ شخص مفرور کے قریب پہنچتا ہے۔ تو ایسا عظیم الشان معجزہ دیکھتا ہے۔ کہ پکڑنے کا خیال اور انعام کے حصول کی سکیم سب دھری کی دھری رہ جاتی ہے معافی مانگتا ہوا واپس ہوتا ہے۔ اس وقت یہ مفرور ہاں واقعہ میں مفرور اور جسے مفرور کہتے ہوئے ہمیں کوئی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ اسے کہتا ہے۔ کہ سُن مجھے نظر آ رہا ہے۔ تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کڑے ہیں۔ ناظرین! کسریٰ کون؟ وُہی جو دُنیا کے مشرقی حصہ کا سب سے بڑا بلکہ واحد شہنشاہ ہے۔ وُہی جس کے نام سے آدھی دُنیا کانپتی تھی۔ سراقہ سُنکر حیران ہو کر کہتا ہے۔ کہ کسریٰ بن ہرمز؟ اس نے جواب دیا۔ کہ ہاں کسریٰ بن ہرمز۔ اللہ اکبر! دُنیا کے عقلمندو۔ اور فلاسفرو۔ کس منطق اور کونسے فلسفہ میں تم نے یہ علم پڑھا ہے۔ کہ ایک مفرور بھاگا جاتا ہے۔ اور کہتا جاتا ہے۔ کہ یہ بھی ملک میرا۔ وُہ بھی ملک میرا۔ یہ بھی سلطنت میری۔ وُہ بھی سلطنت میری۔ تاج بھی میرے۔ حکومتیں بھی میری۔ رُعب بھی میرا۔ شوکت بھی میری اب یہ تو تم نے سُن لیا۔ اب ذرا آئندہ کے واقعات پر نظر ڈالو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ آٹھ سال نہیں گزرتے۔ کہ وُہی خارج البلد اکیلا جاکر دس ہزار جاں نثاروں کے ساتھ نہایت شان و شوکت نہایت آب و تاب نہایت رعب و سطوت سے مکہ میں داخل ہوتا ہے اور کسی شخص کو یہ جُرأت نہیں ہوتی۔ کہ وُہ یہ کہہ بھی سکے۔ کہ تُو کون ہے؟ کہاں سے آیا؟ اور کیا کرنے آیا ہے؟ بلکہ سب اپنے اپنے دروازے بند کر کے خائف و ترساں گھروں میں چھپ جاتے ہیں۔ اور وُہ خدا کا شیر دلانہ وار خدا کے گھر میں جاکر تمام بتوں کو وہاں سے نکال کر خدا کے گھر کو اس کے غیر سے ہمیشہ کے لئے پاک و صاف کر دیتا ہے کیا یہ بے نظیر تاریخی واقعہ اس امر کی دلیل نہیں۔ کہ خدا کے نبی گو عالم الغیب نہیں ہوتے۔ مگر اس علام الغیوب کی طرف سے ضرور دُنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ اور گو خدا

مَاكَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ

اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا۔ مگر

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (العمران ع۱۸)

یعنی وُہ اپنے نبیوں اور رسولوں کو غیب کے واقعات پر آگاہ ضرور کر دیتا ہے۔ تاکہ دُنیا کو یقین ہو جائے۔ کہ اس کون و مکان میں ایک ایسی ہستی ضرور ہے۔ جس کے لئے ماضی اور استقبال حال کے برابر ہیں۔ اور غیب کی کوئی بات اس سے مخفی نہیں۔ پھر کیا یہ امر تاریخ دانوں پر پوشیدہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی وفات پر چند سال ہی گزرے تھے۔ کہ کسریٰ بن ہرمز کے خزانے مدینہ میں لائے گئے۔ اور اس کے پہننے کے کنگن عمرؓ بن خطاب نے سراقہ کے ہاتھوں میں اپنے سامنے پہنائے اور دُنیا نے دیکھ لیا۔ کہ جو بات چند سال قبل محال اور ناممکن تھی وُہ علام الغیوب کے فرمان کے مطابق کس طرح حرف بحرف پوری ہوئی ؛

قادیان سے ایک مامور کی بعثت

اسی طرح آج ہمارے زمانہ میں بھی ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ اور ایک عجیب غریب ڈرامہ دُنیا کی سٹیج پر کھیلا گیا۔ جسے دیکھ کر خدا کی قسم میرا ذہن تو بالکل معطل ہو جاتا ہے۔ اور میرے حواس یقیناً کام نہیں دیتے۔ اور میری عقل شل ہو جاتی ہے۔ اور مجھے مجبوراً کہنا پڑتا ہے۔ کہ ع

خدا کی باتیں خُدا ہی جانے

وُہ واقعہ یہ ہے۔ قادیان نام کی ایک گمنام بستی ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ میں تھی۔ وہاں ایک شخص مغلوں کے خاندان میں غلام احمد پیدا ہوا۔ وُہ ایک درویش صفت انسان تھا۔ دُنیا سے اُسے سخت نفرت تھی۔ اکیلا رہتا۔ سارا دن قرآن و حدیث کے مطالعہ میں منہمک رہتا۔ نماز کے وقت اکیلا۔ یا اتفاق سے کوئی نمازی مل جاتا۔ تو اس کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کرتا۔ دُنیا کی فنا کو دیکھ کر اپنے رئیس باپ کی ناکامیوں کا مشاہدہ کر کے اپنے خاندان کے زوال کا تصور کر کے روز بروز دُنیا سے دل برداشتہ ہوتا جاتا تھا۔ اس کے لئے دُنیا میں کوئی دلچسپی۔ کوئی راحت۔ اور کوئی آرام۔ اور کوئی امنگ نہ تھی۔ وُہ سُورج کی روشنی میں آنا بھی پسند نہ کرتا تھا۔ اُس نے ارادہ کر لیا تھا۔ کہ میں دُنیا میں گمنام آیا۔ اور گمنام ہی دُنیا سے جاؤں گا۔ مگر ایک دن اچانک زمین و آسمان کا مالک اس کی اندھیری کوٹھڑی میں اُسے آواز دے کر کہتا ہے۔ کہ

كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔

یعنی میرا وجود دُنیا سے مخفی ہے۔ اس زمانہ کے لوگ اور نسلیں مجھے بھلا چکی ہیں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ لوگ مجھے پہچانیں۔ اور جانیں۔ اس لئے میں تجھے اس زمانہ کا آدم بناتا ہوں۔ اب میری روحانی نسلیں تیرے وجود سے پیدا ہوں گی۔ اور مجھے اگر کوئی پہچانے گا۔ تو تیرے ذریعہ۔ اور فرمایا:-

اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيْدِیْ وَتَفْرِيْدِیْ

یعنی اس زمانہ میں میری توحید تیرے وجود سے وابستہ ہے۔ اُٹھ اور دُنیا کو بتا۔ کہ تمہارا ایک رب ہے۔ اُسے پہچانو۔ وُہ خزانہ ہے۔ اُسے استعمال کرو۔ وُہ ایک نعمت بے بہا ہے۔ کیوں دکھوں اور مصیبتوں اور فقر و فاقہ میں پڑے ہو۔ اُٹھو۔ اور اس خزانہ کی تھیلیاں کھولو۔ اور فائدہ اٹھاؤ ؛

خدا نے جو کہا وُہ پورا ہوا

خدا کی یہ آواز سُنکر وُہ شخص حیران رہ گیا۔ اور اس نے کہا۔ کہ اے میرے خدا یہ کیونکر ہو گا۔ جبکہ مجھے کوئی جانتا تک نہیں؟ اس کے خدا نے جواب میں فرمایا۔ کہ بے شک تو اکیلا ہے۔ مگر مجھے میری ذات کی قسم کہ اب تو گمنام نہ رہے گا۔ بلکہ دُنیا کے کناروں تک تو شہرت پائے گا۔ دُنیا کی قومیں تجھ سے برکت پائیں گی۔ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت حاصل کریں گے۔ فرمایا

يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ

یعنی دُور دراز سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔

يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ

یعنی دور دراز سے تیری خدمت میں ہزاروں قسم کے تحائف پیش ہوں گے

وَلَا تَسْئَمْ مِنَ النَّاسِ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ۔

یعنی لوگ اس کثرت سے تیرے پاس آئیں گے۔ کہ تو گھبرا جائے گا۔ مگر یاد رکھ تو خدا کا مرسل ہے۔ کسی سے بد خلقی سے پیش نہ آنا۔ ان کی کثرت سے گھبرا نہ جانا اب ذرا غور سے سنو کہ غلام مرتضیٰ کا درویش بیٹا غلام احمد جو کبھی اپنے حجرے سے نکل کر یہ بھی نہ جانتا تھا۔ کہ دنیا کدھر بستی ہے۔ اسے میں نے اپنی آنکھ سے سیالکوٹ کے مقام پر تیس بلکہ چالیس ہزار استقبال کرنے والوں کے درمیان گھرا ہوا پایا۔ پھر میں اپنی عینی شہادت کی بناء پر کہتا ہوں۔ کہ میں نے ہزاروں آدمیوں کو فرط محبت سے بے قرار ہو ہو کر اس کے ہاتھ چومتے اور اسکی جوتیوں کی گرد اپنی پگڑیوں سے جھاڑتے دیکھا ہے۔ اور میں نے بڑے بڑے معزز اور دین و دنیا میں نائق لوگوں کو اس کے سامنے خادموں کی طرح کمربستہ دیکھا۔ میں نے بارہا انگریزی کے جدید سے جدید علوم کے ماہر محمد علی ایم۔ اے۔ علی احمد ایم۔ اے۔ شیر علی بی۔ اے۔ صدرالدین بی۔ اے۔ اور عربی علوم کے فاضل محمد احسن امروہی۔ امیر حسین قاضی۔ سرور شاہ گیلانی اور روشن علی علامہ اور بڑے بڑے جادو بیان لیکچرار عبدالکریم سیالکوٹی اور خواجہ کمال الدین لاہوری اور بڑے بڑے ڈاکٹر محمد حسین شاہ بشارت احمد سید محمد اسمعیل۔ خلیفہ رشید الدین اور یعقوب بیگ اور بڑے بڑے تاجر سیٹھ عبدالرحمن مدراسی اور شیخ رحمت اللہ لاہوری اور بڑے سے بڑے رئیس اور جاگیردار نواب محمد علی خان کو اس کے حضور ہاتھ باندھے کھڑے دیکھا۔ حتیٰ کہ پنجاب کے مذہبی حلقہ کا سب سے بڑا مایۂ ناز فرزند جو اپنے علم اپنے تقویٰ اپنی وجاہت کے لحاظ سے مذہبی دنیا کا سب سے بڑا آدمی تھا۔ اور جو سچ مچ اپنے نام کی طرح نورالدین یعنی دین کا نور تھا۔ اور جس کا علمی پایہ اتنا بلند تھا۔ کہ اگر اس کا مرشد خدا سے براہ راست علوم حاصل نہ کرتا۔ تو یہ اسے پندرہ سال تک سبق دے سکتا تھا۔ خدا کی قسم میں نے مرشد کے حضور اسے اس طرح سر ڈالے دیکھا۔ کہ جیسے ایک عالی شان بادشاہ کے روبرو کوئی مجرم پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ شخص باوجود ملازم ہونے کے اپنے آقا مہاراجہ جموں کے سامنے شیر کی طرح گرجتا تھا۔ مگر قادیان میں آکر اس نے اپنے آپ کو اپنے پیر و مرشد کے سامنے اس طرح گرا دیا۔ کہ کوئی مٹی بھی کسی پہاڑ کے سامنے اس طرح گرائی نہیں جاتی۔

عالم الغیب خدا کی ہستی کا ثبوت

پس میں ایک دہریہ سے پوچھتا ہوں کہ اگر کوئی عالم الغیب خدا موجود نہیں۔ اور اگر کوئی ہستی علام الغیوب نہیں تو غلام مرتضےٰ کے فرزند کو جبکہ وہ ایک اندھیری کوٹھڑی میں جو اپنے اندھیرے میں غار حرا سے کم نہ تھی زندگی بسر کر رہا تھا۔ اور یہ تہیہ کئے ہوئے تھا کہ میں گمنام ہی آیا۔ اور گمنام ہی چلا جاؤں گا کس نے پکار کر کہا؟ کہ

حَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔

یعنی بے شک تیری آمد گمنامی کی حالت میں ہوئی۔ مگر یاد رکھ تیری روانگی گمنامی کی حالت میں نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ وقت آیا چاہتا ہے۔ کہ تو گمنامی کے حجرہ سے نکل کر شہرت کے میدان میں قدم رکھیگا قومیں تیرے پاس آئیں گی۔ نسلیں تجھ سے پیدا ہوں گی۔ تحائف تیری خدمت میں پیش ہوں گے۔ ایک دنیا

یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا۔ یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا۔

یعنی اے دنیا کے زندہ کرنے والے مسیح ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخش ہمیں ہمیشہ کی زندگی بخش کہتے ہوئے پروانہ وار تیرے قدموں پر گرے گی۔ دیکھنا لوگوں کی کثرت سے گھبرا نہ جانا۔ لوگوں سے بے پرواہی نہ کرنا۔ اور پھر چند سال نہیں گزرتے کہ یہ سب باتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ اور ہم اپنی آنکھوں سے انہیں پورا ہوتے دیکھتے ہیں اور آج یہ حالت ہے۔ کہ دس ہزار شخص اپنے عزیز وطن اپنے رشتہ دار اپنی برادریاں چھوڑ کر قادیان میں دھونی رمائے بیٹھے ہیں۔ اور خدا چاہے تو وہ دن آیا چاہتا ہے۔ کہ قادیان کا ایک سرا اگر منارۃ المسیح کے پاس ہے۔ تو دوسرا سرا یقیناً دریائے بیاس کے کنارہ پر ہوگا۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ صرف اس لئے کہ

ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (مائدہ ع ۱۳)

یعنی تاکہ دنیا جان لے۔ کہ ایک علیم و خبیر ہستی موجود ہے۔ اور وہ پہلے زمانہ میں اگر ایک مخفی خزانہ تھی۔ تو آج سورج سے زیادہ روشن اور چاند سے زیادہ منور ہماری آنکھوں کے سامنے جلوہ دکھا رہی ہے۔

معجزات کے مقابلہ میں پیشگوئیوں کی اہمیت

غرض پیشگوئیوں کا وجود خدا کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے سب سے بڑی دلیل سب سے بڑا برہان اور سب سے بلند اور مضبوط معیار ہے۔ اور گو انبیاء علیہم السلام نے علاوہ پیشگوئیوں کے اور بہت سے محسوس و مشہود معجزات بھی دکھائے مگر وہ معجزات ان نبیوں کے زمانہ کے لوگوں کے ساتھ مخصوص تھے۔ حضرت موسےٰ کا عصا اگر سانپ بنتا تھا۔ تو اسے صرف موسےٰ کے زمانہ نے دیکھا۔ اور اگر مسیح علیہ السلام نے کوڑھیوں کو اچھا کیا۔ تو یہ معجزہ اسی زمانہ کے ساتھ ختم ہوگیا۔ اور اگر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھوں سے پانی ایک چشمہ کی طرح بہا۔ تو اس سے سیراب ہونے والے صرف صحابہ تھے جو فوت ہوگئے۔ لیکن جو پیشگوئیاں ان بزرگوں نے کیں۔ وہ آج بلکہ قیامت تک پوری ہو کر دنیا کی قوموں نسلوں اور قرنوں کو خدا کے وجود پر ایمان لانے کی تحریک کریں گی۔ دیکھو حضرت موسےٰ کے عصا کا سانپ بننا اور آپ کے ید بیضا کی چمک ختم ہو چکی ہے۔ اور لوگ ان کی ایک نہیں بیسیوں تاویلیں کر رہے ہیں۔ مگر آپ کی یہ پیشگوئی کہ خدا کا ایک عظیم الشان جلوہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ فاران کے پہاڑ سے ہونے والا ہے۔ یہ آج تک اپنا معجزانہ رنگ دکھاتا رہا ہے۔ اور قیامت تک دکھاتا رہیگا نیز معجزات کو انبیاء علیہم السلام کے دشمن معاذاللہ چالاکی یا جادو پر محمول کرتے تھے۔ لیکن انبیاء کی وہ پیشگوئیاں جو خود نبیوں کی وفات کے بعد پوری ہوتی رہیں۔ ان میں ان نبیوں کا کوئی دخل ہی نہیں ہوتا۔ اس لئے پیشگوئی نہ صرف ایک معجزہ ہے۔ بلکہ سب معجزوں سے بڑھ کر معجزہ ہے۔ اور نہ صرف وقتی معجزہ ہے۔ بلکہ ایک دائمی اور نہ ختم ہونے والا اور شک و شبہ کی گرد سے بالکل صاف اور مصفیٰ معجزہ ہے۔ پس خدا جو وراء الوراء اور ہمارے حواس خمسہ کی قید سے بالا تر ہے۔ اپنے علم غیب کے اظہار سے اپنا وجود دنیا پر ایسی وضاحت سے ظاہر فرماتا ہے۔ کہ اس کے آگے نہ سورج کی روشنی کام دیتی ہے۔ اور نہ چاند کو یہ جرأت ہے کہ وہ اپنا مونہہ سامنے کر سکے۔

قرآن مجید کی ایک اور پیشگوئی

اسی ضمن میں قرآن مجید کی ایک پیشگوئی درج کرتا ہوں۔ جو ہمارے علم کلام میں درج نہیں۔ اور جو جنگ بدر کے وقت کی گئی۔ اور دوستوں کے متعلق نہیں بلکہ دشمنوں کے متعلق کی گئی۔ اور وہ فتح مکہ کے بعد حضورؐ کی زندگی میں ہی نہایت آب و تاب سے پوری ہوئی۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جنگ بدر میں ستر کافر مارے گئے۔ اور ستر زندہ پکڑے گئے۔ ان قیدیوں کو مدینہ میں لایا گیا۔ اور

چونکہ ان میں سے اکثر بڑے بڑے مال دار تھے۔ اس لئے صحابہؓ کے مشورہ سے حضورؐ نے چار چار ہزار درہم ان سے فدیہ لیکر انہیں رہا کر دیا۔ اور جو فدیہ کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ یعنی اہل مال نہ تھے۔ مگر اہل علم تھے۔ ان کے سپرد دس دس لڑکے کر دیئے گئے۔ جنہیں انہوں نے لکھنا پڑھنا سکھا دیا۔ ان فدیہ دینے والوں میں سے بعض ایسے بھی تھے جنہوں نے یہ عذر کیا۔ کہ آئندہ ہم آپ سے لڑائی کے لئے نہ آئیں گے۔ اس لئے ہم کو فدیہ معاف کیا جائے۔ مثلاً حضورؐ کے چچا عباس واقعہ میں قتل و قتال کے لئے نہیں آئے تھے۔ بلکہ چونکہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے ابوجہل کے زور دینے پر مجبوراً اپنی قوم کا ساتھ دیتے ہوئے لڑنے والوں کے ہمراہ آ گئے تھے۔ انہوں نے بھی حضورؐ کے سامنے یہ عذر پیش کیا کہ اوّل تو میں لڑائی کی نیت سے نہیں آیا تھا۔ دوم یہ کہ آئندہ میں لڑائی کے لئے نہیں آؤں گا۔ مگر حضورؐ نے ان سے ایک پیسہ کم نہیں لیا۔ بلکہ باوجود اس کے کہ حضورؐ کے چچا ہونے کے سبب انصار نے زور دیا۔ کہ عباس ہمارے بھانجے ہیں۔ کیونکہ ان کی والدہ یعنی حضور علیہ السلام کی دادی ہمارے قبیلہ کی اور مدینہ کی تھیں۔ ہم ان سے زر فدیہ نہیں لینا چاہتے۔ مگر آپ نے فرمایا

وَاللّٰہِ لَا تَدَعُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا

یعنی میرے چچا کو ایک درہم بھی نہ چھوڑنا یہ امیر آدمی ہے خوب دے سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت عباس نے اپنی اور اپنے بھتیجے عقیل کی طرف سے جو حضرت علی کے سگے بھائی تھے۔ چار چار ہزار درہم مکہ سے منگوا کر ادا کر دیئے۔ اور اب جبکہ خدا کا عدل کام کر چکا۔ تو خدا کے رحم کو جنبش ہوئی اور تمام قیدیوں سے کہہ دیا گیا۔ کہ تم جو کہتے ہو کہ ہم آئندہ لڑیں گے نہیں۔ اس لئے ہم سے فدیہ نہ لیا جائے۔ سو یہ شرع کے ظاہری قانون کے خلاف ہے کیونکہ شریعت کی بنا ظاہر پر ہے۔ اس لئے محض تمہارے یہ امید دلانے پر کہ آئندہ ہم لڑائی نہ کریں گے۔ اور اپنی اصلاح کر لیں گے ہم شریعت کے قانون کو پس پشت نہیں ڈال سکتے۔ اس لئے فدیہ تو تم سے ضرور لیا جائیگا۔ مگر سنو! ہم اپنے علم غیب کی بنا پر یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ جو تم میں سے واقعہ میں اپنی اصلاح کر لے گا۔ اور جس طرح آج اسلام کے خلاف لڑنے کے لئے آیا ہے۔ کل مسلمان ہو کر حضور علیہ السلام کی اطاعت اختیار کرے گا۔ تو سنو کہ جسقدر فدیہ اس سے لیا گیا ہے۔ اس سے زیادہ رقم ہم اسے دے دیں گے۔ اللہ اکبر! یہ بھی کیسی عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ کہ ان قیدیوں کو جو پکڑے آتے ہیں۔ اور فدیہ لے کر چھوڑے جاتے ہیں۔ آئندہ کی ایک وراء الوراء خبر دی جاتی ہے۔ کہ آج اگر مخالفت کی وجہ سے تم سے فدیہ لیا جاتا ہے۔ تو سن لو کہ کل اطاعت کی وجہ سے۔ تم کو اس فدیہ سے دگنا اور تگنا مال واپس کیا جائیگا میں اہل دانش سے پوچھتا ہوں۔ اور اہل بینش سے سوال کرتا ہوں۔ کہ جنگ بدر کے وقت جبکہ مسلمان بمشکل اپنی جان بچا کر آئے تھے۔ کس ضمانت اور کارنٹی پر کافر قیدیوں سے یہ وعدہ کیا جا رہا ہے کہ چار ہزار کیا۔ ایسے ایسے کئی چار ہزار تم کو واپس دیئے جائیں گے۔ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائیداد کی ضمانت پر؟ یا ابوبکرؓ کے کسی خزانہ پر؟ یا اصحاب ثلاثہ کے اموال پر؟ جبکہ بدر کے دن یہ سب قلاش محض تھے۔ پس دنیا کا کوئی قانون بدر کے دن ہرگز یہ جرأت نہیں دلا سکتا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کافر قیدیوں کو یہ کہیں۔ کہ آج شریعت کو پورا کرو۔ اور زر فدیہ ادا کرو۔ مگر عنقریب ہم تم کو اس سے بڑھ چڑھ کر رقم ادا کر دیں گے۔ کیا ہمیں جنگ بدر کے وقت مسلمانوں کی حالت کا علم نہیں؟ کیا ہم سے ان کی یہ حالت چھپی ہوئی ہے کہ نہ ان کے پاس اس وقت کھانے کو غلہ تھا۔ اور نہ پہننے کو کپڑے تھے۔ بلکہ وہ بے چارے ننگے سر، ننگے پاؤں بے سواری وہاں گئے تھے۔ مگر دعوٰے یہ کہ آئندہ ہم ایک ایک کے دس دس دیں گے۔ یہ کیوں؟ صرف اس لئے کہ گو ہمارا نبیؐ عالم الغیب نہیں۔ مگر اس کا بھیجنے والا ضرور عالم الغیب ہے۔ جس نے اپنے علم سے اپنے نبی کو کہا کہ تو ان قیدیوں کو کہہ دے۔ کہ آج اگر تم سے چار چار ہزار فدیہ لیا جاتا ہے کیونکہ اس وقت تم امیر اور اسلام غریب ہے۔ تو سن لو کہ کل جبکہ تم غریب اور اسلام امیر ہوگا۔ اس وقت تم کو تمہاری دی ہوئی رقم سے بڑھ چڑھ کر روپیہ واپس کیا جائے گا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ جنگ بدر کے قیدیوں سے فدیہ لینے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي
اے نبی تو کہہ دے (ان) لوگوں
أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ
کو جو تمہارے ہاتھوں میں قیدی ہیں۔
إِنْ يَعْلَمِ اللّٰهُ فِي قُلُوبِكُمْ
اگر پائے گا اللہ تمہارے دلوں میں
خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا
بھلائی تو تم کو اس سے زیادہ دیگا۔ جو
أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
تم سے لیا گیا۔ اور تم کو بخش دے گا۔
وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ
اور اللہ بہت بخشنے والا۔ بہت رحم کرنیوالا ہے
(سورہ انفال رکوع ۱۰)

اب دیکھو دنیا کے عقلمندو! ہمارے عالم الغیب خدا نے کس صفائی سے بدر کے دن جبکہ مسلمان محض قلاش تھے۔ نہایت صاف اور واضح الفاظ میں پیشگوئی کی۔ کہ اے قیدیو آج تم سے لیا جائے گا۔ اور کل تم کو اس سے بڑھ کر واپس دیا جائے گا۔ اور پھر واقعات نے کیا بتایا؟ یہ کہ محض چند سال بعد تمام ان قیدیوں کو جو مسلمان ہو گئے تھے۔ اور فتوحات کا زمانہ ان کے سامنے آیا۔ انکو واقعہ میں ایک ایک کے دس ملے۔ اب میں مثال کے طور پر بخاری کی ایک حدیث لکھتا ہوں۔ حدیث میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور عرض کیا کہ حضور

فَادِيْتُ نَفْسِيْ وَفَادِيْتُ عَقِيْلًا

یعنی یا رسول اللہ میں نے بدر کے دن اپنی اور اپنے بھتیجے عقیل دونوں کی طرف سے زر فدیہ ادا کیا تھا۔ اس وجہ سے میں غریب ہو چکا ہوں۔ اب مجھے کچھ دیجئے۔ حضور کے سامنے درہموں کا ایک انبار لگا ہوا تھا حضور نے فرمایا چچا جتنے درہم آپ اٹھا سکتے ہیں اٹھا لیں۔ حضرت عباس نے چادر بچھا کر منوں درہم باندھ لئے۔ مگر روح کی خواہش جسم کی طاقت سے زیادہ نکلی۔ اب اس بوجھ کو کون اٹھائے؟ عباس نے عرض کی کہ حضور کسی کو حکم دیں کہ وہ یہ بوجھ اٹھا کر میرے گھر چھوڑ آئے۔ فرمایا یہ شرط نہیں۔ عرض کی حضور خود اٹھا دیں۔ فرمایا یہ بھی نہیں۔ ہاں خود جتنا اٹھا سکتے ہو اٹھا لو۔ آخر کچھ درہم کم کئے مگر چادر اپنی جگہ سے ہلتی تک نہیں۔ مجبوراً اور کمی کرنی پڑی۔ یہاں تک کہ خود بمشکل اٹھا کر گرتے پڑتے گھر میں جو مسجد کے قریب ہی تھا پہنچ گئے۔ پس عباس کو اتنا روپیہ کیوں دیا گیا؟ اس لئے کہ وہ آپ کے چچا تھے؟ نہیں کیونکہ چچا تو وہ بدر کے دن بھی تھے۔ جبکہ ایک ایک پیسہ وصول کر لیا گیا۔ بلکہ صرف اس لئے کہ ہمارے پاک و برتر خدا نے عباس اور اس کے ساتھیوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ

وَيُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا أُخِذَ مِنْكُمْ

یعنی جتنا لیا گیا ہے اس سے زیادہ تم کو دیا جائے گا۔ پس یہ حدیث کیسی وضاحت سے اس امر کو ثابت کرتی ہے۔ کہ قرآن مجید کی مذکورہ بالا پیشگوئی نہایت صفائی سے پوری ہوئی۔ اور یہ پیشگوئی معمولی نہیں کیونکہ یہ اس وقت کی گئی۔ جبکہ اسلام محض فاقہ مست تھا۔ اور پوری اس وقت ہوئی۔ جبکہ اسلام سے بڑھ کر کسی کے پاس روپیہ نہ تھا۔ حالانکہ بہت ممکن تھا کہ جنگ بدر کے بعد مسلمان کامیاب نہ ہوتے اور انہیں بعد کی فتوحات نصیب نہ ہوتیں انہیں حکومت نہ ملتی۔ بلکہ جنگ احد کی لپیٹ یا غزوہ خندق کے چکر میں ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جاتے۔ مگر ایسا کیوں ہوتا جبکہ ہمارا خدا علام الغیوب خدا ہے۔ اور جبکہ جس بات کو کہے کہ کرونگا میں ضرور ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

قرب الٰہی اور بلندی درجات نوافل سے حاصل ہوتی ہے

فرائض اور نوافل میں یہ فرق ہے کہ فرائض کا ادا کرنا ان اعمال کا بجا لانا ہے۔ جو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے مقرر ہیں۔ اور جن کو ادا کرنا اس امر کا اقرار ہے کہ ہم خدا کی راہ میں فرض کے طور پر خدمت بجا لانے اور ہر قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور نفلی کام وہ ہیں جو مومن رضا کارانہ طور پر ادا کرتا ہے۔ اس لئے نوافل قرب الٰہی اور بلندی درجات کا موجب بنتے ہیں جیسا کہ حدیث قدسی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یتقرب العبد بالنوافل حتی اکون سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بھا ورجلہ التی یمشی بھا یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ نوافل کے ذریعہ بندہ میرے قریب ہو جاتا ہے۔ حتیٰ کہ میں اس کے آنکھ کان اور ہاتھ پاؤں بن جاتا ہوں۔

چونکہ چندہ نشر و اشاعت چندہ عام کی طرح فرض نہیں۔ بلکہ نفلی ہے۔ اس لئے اس میں حصہ لینا بہت بڑا ثواب ہے اور اگر اس کی اہمیت کو مدنظر رکھا جائے تو یہ بہت بڑا فرض بن جاتا ہے اس لئے اس کا نوافل میں شمار ہونا دوہرے ثواب کا موجب ہے۔ کیونکہ نشر و اشاعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی خصوصیات میں سے ہے۔ جیسا کہ رسالہ فتح اسلام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کو اس راہ میں خاص قربانی کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ بلکہ آفتاب اسلام کا اپنی پہلی آب و تاب کے ساتھ دوبارہ طلوع ہونا اس کے ساتھ وابستہ قرار دیا ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں اور اعزاز اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی۔ مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالےٰ اب چاہتا ہے اور ضرور تھا کہ وہ اس مہم عظیم کے رو براہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ جو ہر ایک پہلو سے مؤثر ہو اپنی طرف سے قائم کرتا۔ سو اس حکیم و قدیر نے اس عاجز کو اصلاح خلائق کے لئے بھیج کر ایسا ہی کیا اور دنیا کو حق اور راستی کی طرف کھینچنے کے لئے کئی شاخوں پر امر تائید حق اور اشاعت اسلام کو منقسم کر دیا۔ چنانچہ منجملہ ان شاخوں **ایک شاخ** تالیف و تصنیف کا سلسلہ ہے جس کا اہتمام اس عاجز کے سپرد کیا گیا اور وہ معارف و حقائق سکھلائے گئے جو انسان کی طاقت سے نہیں بلکہ صرف خدا تعالےٰ کی طاقت سے معلوم ہو سکتے ہیں اور انسانی تکلف سے نہیں بلکہ روح القدس کی تعلیم سے مشکلات حل کر دیئے گئے۔ **دوسری شاخ** اس کارخانہ کی اشتہارات جاری کرنے کا سلسلہ ہے۔ جو بحکم الٰہی اتمام حجت کی غرض سے جاری ہے"

غرض الٰہی کارخانہ کی ان شاخوں کے لئے ہر مومن کے دل میں پوری تڑپ ہونی چاہئے سلسلہ احمدیہ پر بفضلہ تعالےٰ پچاس سال گذر چکے ہیں۔ اور قریباً تمام دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کی خبر پہنچ چکی ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ آپ کی تعلیم بھی چاردانگ عالم میں پھیلائیں۔ اور تشنگان خدا کی روحانی تشنگی دور کریں۔ اس لئے ہمارا پریس اب بہت مضبوط ہو جانا چاہیئے اور ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کے مطابق اشاعت اسلام میں لگ جانا چاہیئے۔ جہاں جہاں تبلیغی اشتہارات و کتب تقسیم کی جاتی ہیں یہی رپورٹ آتی ہے کہ اشاعت کے لئے میدان بڑا وسیع ہے۔ اس کے علاوہ ساری دنیا کی نظریں ہماری طرف ہیں۔ اور وہ ایک نئے آسمان اور نئی زمین کا شدت سے انتظار کر رہی ہے امید ہے کہ احباب مد نشر و اشاعت کے چندہ کی طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں گے۔ اب مالی سال ختم ہو رہا ہے کوشش کریں کہ کسی جماعت کے ذمہ اس کا بقایا نہ رہے۔ یہ بہت معمولی مطالبہ ہے جس کا پورا کرنا کوئی مشکل نہیں بلکہ تھوڑی سی کوشش سے احباب اور جماعتیں اس فرض سے سبکدوش ہو کر بہت بڑے اجر کی حقدار ٹھہر سکتی ہیں۔ ایسی جماعتیں اور احباب جو اپنا چندہ پورا کر دینگے ان کے نام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کئے جائینگے۔ (مہتمم نشر و اشاعت قادیان)

بے کاروں کے لئے کام

بیکاری حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ اور بڑھتی جا رہی ہے۔ تعلیم یافتہ ملازمت کی کوشش میں سرگرداں ہیں۔ اور کسی صنعتی کام کو کرنا پسند نہیں کرتے جس سے ان کو طرح طرح کی مشکلات میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ میو سکول آف آرٹس لاہور میں لکڑی بینت۔ تانبے اور خراد کا کام عمدہ سکھایا جاتا ہے۔ سکول کے ساتھ بورڈنگ بھی ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ اپنے بچوں کو اس میں داخل کرائیں۔ داخلے کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ امیدوار کی صحت اچھی ہو۔

۲۔ عمر ۱۴ سے ۲۰ سال تک ہو۔ ۲۰ سال سے زائد عمر والے کو بھی لیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ ڈرائنگ کا تجربہ رکھتا ہو۔

۳۔ تعلیم ورنیکر مڈل تک ہو۔ انگریزی دان کو ترجیح دی جاتی ہے رہائشی اخراجات کے علاوہ سکول کی فیس ۱۸/- ماہوار ہے

داخلہ اسی ماہ اپریل میں ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اصحاب جن میں مندرجہ بالا شرائط پائی جاتی ہوں۔ درخواستیں جلد از جلد پرنسپل میو سکول آف آرٹس لاہور کے نام بھجوا دیں

ناظر امور خارجہ قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

الہ آباد ۵؍اپریل۔ گذشتہ شب یہاں آگ لگ گئی تھی۔ جس سے تین لاکھ روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے۔ پانچ فائر بریگیڈ پوری کوشش کے بعد آج صبح آگ پر قابو پانے میں کامیاب ہو سکے۔

کراچی ۵؍اپریل۔ سندھ کی انڈیپنڈنٹ پارٹی نے ایک ورکنگ کمیٹی بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ جو وزارت کی پالیسی معین کریگی۔

دہلی ۴؍اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ سر برٹرینڈ گلینسی آئندہ اکتوبر میں پنجاب کے گورنر مقرر ہونگے۔ آپ اس وقت وائسرائے کے پولٹیکل مشیر ہیں۔ آپ ہی تحریک کشمیر میں وہاں کمشن مقرر ہو کر گئے تھے۔

لاہور ۴؍اپریل۔ پنجاب کی خفیہ پولیس کی کوشش سے ایک شخص محمد حسین سیفی کشمیری ڈیفینس آف انڈیا ایکٹ کے ماتحت گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کے مکان کی تلاشی لینے پر دو دیسی ساخت کے بم برآمد ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا ارادہ انہیں پنجاب اسمبلی میں وزراء پر پھینکنے کا تھا۔ اور اس مقصد کے لئے موزوں جگہ تلاش کرنے کے لئے وہ زیر کی حیثیت سے دو مرتبہ اسمبلی چیمبر میں ہو بھی آیا تھا۔

پیرس ۴؍اپریل۔ فرانس کے ۲۷ کمیونسٹ ڈپٹیوں کو ۵ - ۵ سال کے لئے جیل بھیج دیا گیا ہے۔ اس سزا کی میعاد ختم ہونے پر وہ پانچ سال تک شہری اور سیاسی حقوق سے محروم رہیں گے۔

لنڈن ۴؍اپریل۔ فن لینڈ کا جو وفد روس گیا ہوا تھا۔ روسی نمائندوں نے طے شدہ شرائط کے علاوہ اس سے دو مطالبات اور کئے ہیں۔ اول یہ کہ نئی مینرہم لائن تعمیر نہ کی جائے۔ اور دوسرے یہ کہ فن پریس میں روس کے خلاف پروپیگنڈا نہ ہو۔

لاہور ۴؍اپریل۔ سرکاری حلقوں سے معلوم ہوا ہے کہ خاکساروں کی طرف سے حکومت پنجاب کے ساتھ تسلی بخش طور پر گفتگوئے مصالحت ہو رہی ہے۔ اور اگر یہ اسی طرح پر امن طریق پر جاری رہی تو عنقریب خاکسار جماعت کے خلاف قانون ہونے کا حکم منسوخ کر دیا جائے گا۔ نواب بہادر یار جنگ آج کل دہلی میں ہیں۔ اور مسٹر جناح سے مل کر ایک دو روز میں پنجاب کے وزیر اعظم سے ملیں گے۔

لنڈن ۴؍اپریل۔ ماسکو ریڈیو پر اعلان کیا گیا ہے کہ ایم مولوٹوف وزیر خارجہ بہت سخت بیمار ہے۔

نئی دہلی ۴؍اپریل۔ سنکیانگ کی اطلاع ہے کہ اس صوبہ کے مرکز اور روس میں سلسلہ رسل و رسائل کو بہتر بنانے کے لئے سنکیانگ کی حکومت قدم اٹھا رہی ہے۔

لنڈن ۴؍اپریل۔ بلجیم میں تین جرمن جاسوس گرفتار کئے گئے تھے۔ جن میں سے دو مرد اور ایک عورت ہے۔ ان تینوں نے اقبال کر لیا ہے۔ کہ وہ جہازوں کی روانگی اور آمد کی اطلاعات اور فوجی راز معلوم کر کے بعض خفیہ ذرائع سے جرمنی کو بھیجا کرتے تھے۔

لنڈن ۴؍اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ فروری کے مہینہ میں امریکہ سے جرمنی کو جو ہوائی ڈاک بھیجی گئی۔ اس میں سے برطانوی سنسر نے ۵ سو لاکھ پونڈ کی رقوم ضبط کیں۔ یہ رقوم امریکن ڈالر نوٹوں کی صورت میں سادہ لفافوں میں بند تھیں اور لفافوں پر جرمن باشندوں کے پتے لکھے ہوئے تھے۔ امریکن پولیس کی تحقیقات سے یہ معلوم ہوا ہے کہ اس طرح یہ نوٹ بہ تعداد کثیر امریکہ سے بھیجے جا رہے تھے۔

لنڈن ۵؍اپریل۔ جرمنی کے خلاف برطانیہ اقتصادی جنگ کو زور شور سے شروع کرنے والا ہے۔ بلقان کے ممالک سے بڑے پیمانہ پر تجارت شروع کی جانے والی ہے۔ وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں بتایا ہے کہ اس سکیم پر اگلی جمعرات کو پارلیمنٹ کے ایک خفیہ اجلاس میں بحث ہوگی۔ فرانس کے وزیر ناکہ بندی اسی سلسلہ میں لنڈن پہنچ گئے ہیں کینیڈا اور آسٹریلیا میں بھی اسی سلسلہ میں اتحادیوں کی امداد کی تجاویز ہو رہی ہیں۔ جرمنی کے خلاف ناکہ بندی کو شدید تر کرنے کے متعلق ایک امریکن اخبار نے لکھا ہے کہ اس سلسلہ میں جو شکایات کی جائیں گی۔ اتحادی مدبران کی کوئی پروا نہ کرینگے کیونکہ غیر جانبدار ممالک کی اکثریت اتحادیوں کی ہمدرد ہے۔

لنڈن ۵؍اپریل۔ حکومت برطانیہ جہاز سازی کی ایک زبردست سکیم پر بہت جلد عمل شروع کرنے والی ہے۔ جس سے گذشتہ تمام ریکارڈ ٹوٹ جائیں گے۔

پیرس ۵؍اپریل۔ حکومت فرانس ایک قانون پاس کر رہی ہے۔ جس کے رو سے کمیونزم کا پروپیگنڈا کرنے والوں اور اس بارہ میں کسی بھی رنگ میں امداد دینے والوں کو سزائے موت دی جائیگی یہ بل پریذیڈنٹ کے سامنے دستخطوں کے لئے پیش ہو چکا ہے۔

پیرس ۵؍اپریل۔ حکومت فرانس نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ نظر بندوں کے کیمپ پیرس سے جنوبی افریقہ میں منتقل کر دیئے جائیں۔

لنڈن ۵؍اپریل۔ ترکی کے سرکاری حلقوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اتحادیوں کے ساتھ مل کر کام کیا جائے۔ ترک سچے دل سے اتحادیوں کے خیر خواہ ہیں اور ان کے ساتھ اشتراک عمل کا جو معاہدہ ہو چکا ہے۔ اس پر صدق دل سے عمل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ ان کو یقین ہے کہ اتحادی تہذیب و انسانیت کی حفاظت اور تمام ممالک کی آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں۔ خواہ وہ ممالک چھوٹے ہوں۔ یا بڑے۔

لنڈن ۵؍اپریل۔ اس سال چینیوں کے بم برسانے والے جہازوں نے پہلی مرتبہ جاپان کے دو ہوائی اڈوں پر شدید بمباری کی۔ ان کا بیان ہے کہ صوبہ شانگسی کے جنوب میں ایک جاپانی ہوائی اڈہ کے انہوں نے تیس جاپانی ہوائی جہاز تباہ کر دیئے۔ اور صوبہ ہونان کے ہوائی اڈہ میں آگ لگ گئی۔ چین کی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس سال کے آخر تک ایک کروڑ ۲۰ لاکھ فوج میدان میں لا سکے گی۔ ۴۰ لاکھ فوج تیار ہے۔ اور ۸۰ لاکھ ٹریننگ حاصل کر رہی ہے۔

لنڈن ۵؍اپریل۔ آسٹریلیا کا جو ہوائی دستہ برطانیہ میں گیا تھا۔ اس نے تجارتی قافلوں کی حفاظت کے لئے ۲۵ ہزار میل کا سفر کیا ہے۔ اڑھائی سو جہازوں نے اس کی حفاظت میں سفر کیا۔

لنڈن ۵؍اپریل۔ معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ ماہ میں کیرہ روم کے اڈوں پر اتحادیوں نے ۴۹۶ جہازوں کی تلاشی ممنوعہ مال کی روک تھام کے سلسلہ میں لی۔

لنڈن ۵؍اپریل۔ برطانوی وزیر خارجہ اور بلقانی ممالک کے درمیان جو تجارتی کانفرنس ہونے والی ہے۔ وہ سوموار کو شروع ہو جائے گی۔ اس میں شرکت کے لئے ترکی کے برطانوی سفیر لنڈن روانہ ہو چکے ہیں۔ اور بلقانی ممالک کے دوسرے نمائندے بھی سوموار تک پہنچ جائیں گے۔

دہلی ۵؍اپریل۔ مرکزی اسمبلی کا بجٹ سیشن ختم ہو گیا۔ انڈین مائنز ایکٹ پاس کر دیا گیا ہے۔

کلکتہ ۵؍اپریل۔ آج شام یہاں مسٹر اینڈ ریوز کو دفنانے کی رسم ادا کی گئی۔ بہت سے معروف لوگ اس تقریب میں شریک ہوئے۔ ان کی موت پر بہت سے لیڈروں نے بیانات شائع کئے ہیں گاندھی جی نے لکھا ہے کہ اس موت سے نہ صرف ہندوستان کو بلکہ انگلستان کو بھی نقصان پہنچا ہے آپ بہترین انگریزوں میں سے تھے مسٹر اینڈ ریوز نے آخری آپریشن کرانے سے قبل ایک پیغام دیا تھا جو شائع ہو گیا ہے انہوں نے لکھا ہے مجھے خدا نے جو عطیہ دیا تھا وہ دوستوں سے محبت کرنے کا عطیہ ہے۔

لاہور ۵؍اپریل۔ ہائیکورٹ نے احراری لیڈر مولوی عطاء اللہ صاحب کو رہا کر دیا۔ ان پر بغاوت۔ اور تحریک قتل و غارت وغیرہ کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا۔ جو ان کی دو تقریروں کی بنا پر تھا۔ عدالت نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ مقدمہ ثابت نہیں ہو سکا۔ لہٰذا ملزم کو ان کے متعلق جو پہلے

وصیت نمبر ۵۵۸۵ منکہ غلام محمد ولد اللہ دتہ قوم بافندہ پیشہ کپڑا بننا عمر ۷۰ سال تاریخ بیعت ۱۸۹۹ء ساکن تلونڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۳/۱۳۱۹ ہش حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ ایک رہائشی مکان واقع موضع تلونڈی جھنگلاں قیمتی ۱۲۰/۰ روپے ایک راس بھینس قیمتی ۶۰/۰ روپے کل میزان ۱۸۰/۰ روپے ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور جو میری اور آمد ہوگی۔ اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد ہوگی۔ اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر کوئی اور جائیداد پیدا کروں۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا غلام محمد موصی۔ گواہ شد نثار شاہ دین تلونڈی جھنگلاں۔ گواہ شد سکندر علی سابق مدرس تلونڈی جھنگلاں حال بھینی بانگر بقلم خود۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا